

معاشرتی اور اخلاقی اصلاح میں مسجد کا کردار

The Contribution of the Mosque to the Moral and Social Reformation of Society

Muhammad Zubair Nawaz

M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies Superior University Lahore, Pakistan.

Email: mrzubi701@gmail.com

Usama Akram

M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies Superior University Lahore, Pakistan.

Email: usamashikh58@gmail.com

Nusrat Waryam

M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies Superior University Lahore, Pakistan.

Email: nusratwaryam@gmail.com

Received on: 04-10-2025

Accepted on: 06-11-2025

Abstract

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ الْمُؤْمِنِينَ آمِنًا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَحْشَ إِلَّا لِلَّهِ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ

The mosques of Allah are maintained only by those who believe in Allah and the Last Day, establish prayer, give zakah, and fear none but Allah. It is they who are expected to be among the rightly guided.

The mosque holds a central place in Islam. In the time of the Prophet ﷺ it stood as far more than a spot for salah alone. People gathered there for everything. They learned deen. They settled disputes. They helped the needy. Discussions on community matters took place right there. The masjid built social bonds. It nurtured moral character. It strengthened unity among the ummah. This study looks back at those days through the Quran, Hadith, and Seerah. The sources show clearly how the Prophet ﷺ made the masjid a living heart of the society. Worship mixed with education. Prayer joined with welfare for orphans and the poor. Even political decisions found their place under its roof. Such was its role then. But today things look different. In many Muslim lands the masjid has shrunk. It often limits itself to rituals. Five prayers. Friday khutbah. Little else. Many mosques stand apart from daily struggles of people. Social problems grow outside. Economic hardships. Moral decline. Yet the masjid rarely steps in as it once did. The gap appears wide. What was once a complete center for guidance and reform now feels narrow. Limited mostly to ibadah in its basic form. This leaves the community weaker. Without that broad engagement, the ummah misses much of the Prophetic way. The need is to turn back. Draw from the sunnah of the Prophet ﷺ. Revive the masjid's full role. Make it a place for teaching again. For helping the poor. For bringing people together on important issues. Only then can it heal today's ills. Bring spiritual strength. Intellectual awakening. And real progress in society. This return promises barakah. It builds a stronger ummah. One that lives by the true Islamic model.

Keywords: Mosque, Societal Reform, Prophetic Era, Community Development, Islamic Institutions

تعارف

مسجد، عربی زبان کے لفظ ”مسجدہ“ سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنی جھکنے، عاجزی اختیار کرنے اور پیشانی زمین پر رکھنے کے ہیں۔ یہ درحقیقت، اللہ رب العزت کی بندگی اور اطاعت شعاری کا وہ انتہائی اظہار ہے جو کائنات کے خالق و مالک کے حضور بندے کی مکمل سپردگی کو ظاہر کرتا ہے۔ اسلام کی اصطلاح میں مسجد وہ مقدس مقام ہے جہاں اہل ایمان اجتماعی طور پر اللہ کے سامنے سر بسجود ہوتے ہیں اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہیں۔²

یہ عبادت گاہ محض ایک مذہبی مرکز ہی نہیں، بلکہ اسلامی معاشرت کی بنیاد اور اس کی روح کی عکاس ہے۔ عہدِ نبوی ﷺ میں مسجد کا کردار محض عبادت کی ادائیگی تک محدود نہیں تھا؛ اس کی حیثیت ایک ہمہ گیر ادارے کی تھی جو مسلمانوں کی زندگی کے ہر شعبے میں مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر ہی سے اسلامی ریاست کی داغ بیل پڑی اور یہ ایک ایسی درس گاہ بن گئی جہاں علمی، فکری، معاشرتی اور حتیٰ کہ سیاسی سرگرمیاں بھی انجام پاتی تھیں۔³ یہاں مسلمانوں کو نہ صرف دینی تعلیم دی جاتی تھی، بلکہ ان کے سماجی مسائل حل کیے جاتے، عدالتی فیصلے صادر ہوتے، اور باہمی مشاورت کے ذریعے معاشرتی ڈھانچے کو مضبوط کیا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کو ایک ایسا مرکز بنایا جہاں اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ عوامی فلاح و بہبود کے اقدامات بھی کیے جاتے اور ضرورت مندوں کی دستگیری کی جاتی تھی۔

ارشاد باری تعالیٰ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایمان والوں کی یہ شان ہے کہ وہ مساجد کو آباد کرتے ہیں۔

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ⁴

”اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور انہوں نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے، امید ہے کہ یہی لوگ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں۔“

یہ آیت نہ صرف مساجد کی روحانی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے اس کے ساتھ ساتھ مومن کے عملی کردار اور معاشرتی ذمہ داریوں کی بھی نشاندہی کرتی ہے۔ تاریخ اسلامی کے تناظر میں، مساجد نے ہمیشہ امت مسلمہ کی ثقافتی، تعلیمی اور سیاسی شناخت کو پروان چڑھانے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ عصرِ حاضر میں، اگرچہ مساجد کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے، تاہم ان کا معاشرتی اصلاح کا وہ ہمہ گیر کردار بتدریج کمزور ہوتا دکھائی دیتا ہے جو عہدِ نبوی ﷺ کا خاصہ تھا۔ موجودہ دور میں مساجد کا دائرہ عمل اکثر و بیشتر محض رسمی عبادت کی ادائیگی تک محدود ہو گیا ہے، جس کے نتیجے میں مسلم معاشروں کو درپیش فکری، اخلاقی اور سماجی درپیش مسائل سے نمٹنے میں ان کا کردار مؤثر نہیں رہا۔ اس تحقیق کا بنیادی مقصد مسجد کے اُس ہمہ گیر اصلاحی کردار کا تاریخی و فکری جائزہ لینا ہے جو عہدِ نبوی ﷺ میں نمایاں تھا، اور یہ معلوم کرنا ہے کہ عصرِ حاضر میں اس کردار کی بحالی کے کیا امکانات ہیں۔ مزید برآں، یہ مطالعہ موجودہ درپیش مسائل کا تجزیہ پیش کرتے ہوئے ایسے عملی حل تجویز کرے گا جو مساجد کو

ایک بار پھر معاشرتی ترقی اور فلاح کا مرکز بناسکیں۔

عہدِ نبوی ﷺ میں مسجد کا کردار

عہدِ نبوی ﷺ میں مسجد نبوی محض ایک عبادت گاہ نہیں تھی، بلکہ یہ ایک ایسا ہمہ گیر ادارہ تھا جو نوزائیدہ اسلامی ریاست کے ہر شعبے کی بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتا تھا۔ ہجرت مدینہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا، جس سے اس کی مرکزی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ اقدام اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ مسجد کو ایک ایسے مرکز کے طور پر قائم کیا گیا تھا جہاں سے نہ صرف روحانی فیضان جاری ہوتا تھا اس کے ساتھ ساتھ معاشرتی، تعلیمی، عدالتی اور عسکری سرگرمیاں بھی انجام پاتی تھیں۔⁵ مسجد نے مسلم امت کی اجتماعی زندگی کو منظم کرنے، ان کے مسائل کو حل کرنے اور ایک مثالی معاشرہ تشکیل دینے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

عبادت گاہ:

مسجد کا بنیادی اور سب سے اہم کردار اللہ کی عبادت اور ذکر الہی کا مرکز ہونا تھا۔ یہاں دن میں پانچ مرتبہ مسلمان اجتماعی صورت میں نماز ادا کرتے تھے، جو ان کے درمیان اتحاد اور مساوات کا عملی مظہر تھا۔ نماز باجماعت کے ذریعے نہ صرف روحانی تربیت ہوتی تھی بلکہ مسلمانوں کو ایک دوسرے سے ملنے، ایک دوسرے کے احوال جاننے اور باہمی تعلقات کو مضبوط کرنے کا موقع بھی میسر آتا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ سے یہ بات واضح ہوتی ہے:

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ⁶

”اور انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے، بالکل یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، اور یہی سیدھا دین ہے۔“

امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ”احیاء علوم الدین“ میں مسجد میں نماز کی اجتماعی ادائیگی کے فضائل پر تفصیلی بحث کی ہے، جو معاشرے میں ہم آہنگی اور اخلاقی بلندی کا ذریعہ بنتی ہے۔⁸

تعلیمی مرکز

مسجد نبوی ایک عظیم الشان تعلیمی ادارے کی حیثیت رکھتی تھی جہاں تعلیم و تعلم کا سلسلہ بلا تعطل جاری رہتا تھا۔ ”اصحاب صفہ“ کا چوتراہ اس کی سب سے بڑی مثال ہے، جہاں سینکڑوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شب و روز علم دین حاصل کرتے تھے۔ یہ وہ طلبہ تھے جو اپنے آپ کو مکمل طور پر دین کے لیے وقف کر چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ خود اس مرکز کے معلم اول تھے، جو قرآن، حدیث، فقہ اور اخلاق کی تعلیم دیتے تھے۔ مزید برآں، یہاں خطاطی، کتابت، اور دیگر علوم بھی سکھائے جاتے تھے، جس سے مسلمانوں کی علمی بنیادیں مضبوط ہوئیں۔⁹ مسجد نے جہالت کے اندھیروں کو دور کرنے اور ایک پڑھے لکھے معاشرے کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا۔

معاشرتی نگہبانی

مدینہ کی مسجد معاشرتی ہم آہنگی اور بھائی چارے کے فروغ کا مرکز بھی تھی۔ ہجرت کے بعد انصار و مہاجرین کے درمیان موانعات (بھائی چارے) کا معاہدہ اسی مسجد میں طے پایا، جس نے ایک نئے معاشرتی ڈھانچے کی بنیاد رکھی۔ یہاں غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کی خبر گیری کی جاتی، صدقات جمع کیے جاتے اور حاجت مندوں میں تقسیم کیے جاتے تھے۔ مشاورت اور باہمی افہام و تفہیم کے ذریعے معاشرتی مسائل حل کیے جاتے تھے۔ لوگوں کے درمیان تنازعات کو نمٹایا جاتا اور عدل و انصاف کے تقاضے پورے کیے جاتے تھے۔ اس طرح مسجد نے ایک فلاحی ادارے کے طور پر بھی خدمات انجام دیں۔

سیاسی و عدالتی مرکز:

عہدِ نبوی ﷺ میں مسجد کا ایک نمایاں کردار سیاسی اور عدالتی امور کی انجام دہی تھا۔ یہ مسلمانوں کی ریاست کا دار الحکومت تھی جہاں رسول اللہ ﷺ حکومتی معاملات چلاتے، وفود سے ملاقاتیں کرتے، اور اہم فیصلے صادر کرتے تھے۔ جنگ و صلح کے معاہدات اسی مسجد میں ترتیب پاتے اور فیصلے سنائے جاتے تھے۔ مثال کے طور پر، غامدی صاحب اپنی تحریروں میں اس امر کی وضاحت کرتے ہیں کہ اسلامی ریاست میں مسجد کا مرکزی حیثیت رکھنا، دراصل دین و دنیا کی وحدت کا ایک عملی اظہار تھا۔¹⁰ اس کے ساتھ ساتھ، یہیں سے قاضی اپنے فیصلے سناتے اور عوام الناس کو انصاف فراہم کرتے تھے۔

عسکری و دفاعی پناہ گاہ

مسجد نبوی کو دفاعی مقاصد کے لیے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ غزوات سے قبل مشاورت اور منصوبہ بندی اسی مسجد میں ہوتی تھی، اور جنگ کے لیے لشکر کی تشکیل بھی یہیں سے کی جاتی تھی۔ زخمیوں اور شہداء کی دیکھ بھال بھی مسجد میں کی جاتی تھی، جیسا کہ غزوہ احزاب کے موقع پر مسجد نے ایک مرکزی مورچے اور پناہ گاہ کا کردار ادا کیا۔¹¹ حضرت عمرؓ کے دور میں بھی مساجد کو عسکری ضروریات کے تحت استعمال کرنے کی مثالیں ملتی ہیں، جو اس کی ہمہ گیر افادیت کی گواہی دیتی ہیں۔

یہ تمام پہلو اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ عہدِ نبوی ﷺ میں مسجد محض ایک پوجا پاٹ کی جگہ نہیں تھی، بلکہ یہ ایک مکمل ادارہ تھا جو مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر پہلو کو متاثر کرتا تھا۔ یہ ایک ایسا محور تھا جہاں سے اسلامی معاشرت کی بنیادیں مضبوط ہوئیں اور ریاست کا نظم و نسق چلایا گیا۔

عصر حاضر میں مساجد کی حیثیت اور درپیش مسائل:

عہدِ نبوی ﷺ میں مسجد کے ہمہ گیر اور مرکزی کردار کے برعکس، عصر حاضر میں مساجد کی حیثیت میں نمایاں تبدیلی واقع ہوئی ہے، جس کے نتیجے میں وہ اپنے تاریخی مقام سے ہٹ کر ایک محدود دائرے تک سمٹ کر رہ گئی ہیں۔ یہ تنزلی مسلم معاشروں میں کئی درپیش مسائل کا باعث بنی ہے جو نہ صرف مسجد کے کردار کو متاثر کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ کے اجتماعی شعور اور ترقی کی راہ میں بھی رکاوٹ

بنتے ہیں۔ ماضی میں مسجد محض ایک عبادت گاہ نہیں تھی، بلکہ وہ ریاست، تعلیم، عدل اور معاشرت کا محور تھی۔ موجودہ دور میں یہ کردار یا تو مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے یا اس کی تاثیر نہ ہونے کے برابر ہے۔

محدودیت:

آج کی مساجد کا بنیادی کام نماز پنجگانہ اور جمعہ و عیدین کے اجتماعات کا انعقاد رہ گیا ہے۔ اکثر مساجد صرف عبادات کے وقت کھولی جاتی ہیں اور باقی اوقات میں غیر فعال رہتی ہیں۔ یہ صورت حال اس تصور کے برعکس ہے جہاں مسجد کو دن بھر علمی، سماجی اور دعوتی سرگرمیوں کا مرکز رہنا چاہیے۔ جب مسجد اپنے جامع کردار سے محروم ہوتی ہے تو معاشرے میں فکری جمود اور روحانی زوال پیدا ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی سے مسجد کا تعلق کمزور پڑ جانے سے ان کی روحانی، فکری اور عملی رہنمائی کا فقدان پیدا ہو گیا ہے۔

تعلیمی زوال

عہد نبوی ﷺ میں مسجد نبوی ایک اعلیٰ تعلیمی ادارے کی حیثیت رکھتی تھی جہاں اصحاب صفہ جیسے جید علماء اور طلباء پروان چڑھے۔ آج مساجد کا تعلیمی کردار محدود ہو کر عمومی طور پر قرآن کی ابتدائی تعلیم اور چند بنیادی فقہی مسائل کی تدریس تک رہ گیا ہے۔ جدید علوم، فکری مباحث، اور سائنس و ٹیکنالوجی کے حوالے سے تعلیم کا کوئی نظام یہاں موجود نہیں ہے۔ اس وجہ سے مسلمان طلباء جدید دنیا کے درپیش مسائل سے نبرد آزما ہونے کے لیے مسجد سے رہنمائی حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ نے اس تعلیمی خلیج پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے، ان کے بقول جب مسجد کا تعلیمی نصاب جامد ہو جائے تو وہ نئی نسل کو وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی صلاحیت کھودیتی ہے۔¹²

معاشرتی انقطاع:

ایک وقت تھا جب مساجد مسلمانوں کے معاشرتی مسائل کے حل کا ذریعہ تھیں، مشاورت کا مرکز تھیں اور فلاحی سرگرمیوں میں پیش پیش رہتی تھیں۔ آج زیادہ تر مساجد معاشرتی طور پر غیر فعال نظر آتی ہیں۔ غربت، جہالت، بیماری، اور دیگر معاشرتی مسائل پر ان کا کوئی گہرا اثر نہیں دیکھا جاتا۔ اگرچہ بعض مساجد میں صدقات و خیرات جمع کیے جاتے ہیں، مگر یہ اس وسیع تر فلاحی نظام سے بہت دور ہے جو عہد نبوی ﷺ کی مساجد میں قائم تھا۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی تحریروں میں مسجد کو معاشرتی مرکز کے طور پر دیکھنے پر زور دیا ہے، جہاں لوگوں کی باہمی محبت، ہمدردی اور اخوت پروان چڑھے۔¹³ لیکن موجودہ دور میں یہ فضا عنقا ہے۔

فکری جمود:

مساجد کے منبر و محراب سے خطاب کرنے والے خطباء اور ائمہ کرام اکثر اوقات روایتی اور دہرائی ہوئی باتوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ عصر حاضر کے فکری، سائنسی اور سیاسی درپیش مسائل پر گہرا تجزیہ اور اسلامی تناظر میں ان کا حل پیش کرنے کا رجحان بہت کم ہے۔ امت کو درپیش مسائل، جیسے اسلاموفوبیا، عالمی معیشت، ماحولیاتی تبدیلی، اور مسلم دنیا کی فکری پسماندگی، پر سنجیدہ مباحث اور رہنمائی خال خال ہی میسر آتی

ہے۔ ڈاکٹر فضل الرحمن نے اپنے تنقیدی مطالعے میں اس بات پر روشنی ڈالی ہے کہ اسلامی فکر میں جمود کی ایک بڑی وجہ مساجد کا فکری رہنمائی کے کردار سے محروم ہو جانا ہے۔¹⁴

انتظامی مسائل:

موجودہ مساجد کو انتظامی سطح پر بھی کئی درپیش مسائل کا سامنا ہے۔ فنڈز کی دستیابی، ائمہ و خطباء کی تربیت، اور مسجد کے روزمرہ امور کو موثر انداز میں چلانا ایک مشکل امر ہے۔ بیشتر مساجد مقامی کمیٹیوں کے تحت چلتی ہیں جن میں پیشہ ورانہ مہارت اور جدید انتظام کاری کا فقدان ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، مساجد کی تعمیر پر زیادہ زور دیا جاتا ہے جبکہ اس کے عملی اور فکری کردار کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ یہ انتظامی کمزوریاں مسجد کی افادیت کو مزید متاثر کرتی ہیں اور اسے حقیقی معنوں میں معاشرتی مرکز بننے سے روکتی ہیں۔ یہ تمام عوامل عہدِ نبوی ﷺ میں مسجد کے ہمہ گیر کردار سے ایک واضح انحراف کی نشاندہی کرتے ہیں اور اصلاحِ احوال کے متقاضی ہیں۔

مسجد کے اصلاحی کردار کی بحالی کے امکانات

فکری بیداری

موجودہ صورتحال میں مسجد کے اصلاحی کردار کی بحالی کے لیے سب سے اہم قدم فکری جمود کو توڑنا ہے۔ مسجد کا منبر صرف عبادات کے وعظ تک محدود نہیں رہنا چاہیے، بلکہ اسے امت کو درپیش مسائل پر علمی اور فکری رہنمائی فراہم کرنی چاہیے۔ امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی فکری کاوشوں میں اس بات پر زور دیا ہے کہ اسلام کی حقیقی روح کو سمجھنے اور اسے جدید تقاضوں کے مطابق پیش کرنے کے لیے اجتہاد کا دروازہ کھلا رہنا چاہیے۔¹⁵

اس کے ساتھ ساتھ، مساجد میں ایسے علمی حلقے قائم کیے جانے چاہئیں جہاں جدید سائنسی ترقیات، عالمی سیاسیات اور معاشی مسائل پر اسلامی نقطہ نظر سے مباحثے کیے جاسکیں۔ یہ ضروری ہے کہ ائمہ اور خطباء کو جدید علمی رجحانات سے آگاہی دی جائے اور انہیں مختلف مکاتب فکر کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دی جائے۔ یہ عمل انہیں عصر حاضر کے پیچیدہ مسائل پر جامع اور مدلل رائے پیش کرنے کے قابل بنائے گا۔

تعلیمی ارتقاء

مسجد کے تعلیمی کردار کو بحال کرنے کے لیے اسے محض ایک مدرسے کی حیثیت سے بڑھا کر ایک جامع تعلیمی مرکز بنانا ہوگا۔ یہ نہ صرف بنیادی اسلامی تعلیمات بلکہ جدید علوم کی بھی ترویج کا ذریعہ بنے۔ بچوں اور بڑوں کے لیے باقاعدہ تعلیمی نصاب مرتب کیا جانا چاہیے، جس میں قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ معاشرتی علوم، اخلاقیات اور عملی زندگی سے متعلق رہنمائی بھی شامل ہو۔ جامعۃ الازہر جیسی قدیم اسلامی درسگاہوں کی تاریخ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسجد کے صحن سے ہی دنیاوی اور دینی علوم کا امتزاج ممکن ہے۔ ڈاکٹر طہ حسین نے اپنی کتاب 'مستقبل الثقافة فی مصر' میں ازہر کے تعلیمی ماڈل کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے، جہاں مختلف علوم کی تعلیم ایک ہی چھت تلے دی جاتی تھی۔¹⁶

مزید برآں، مساجد میں کمپیوٹر لیبر، اور لائبریریاں قائم کی جاسکتی ہیں جو طلباء کو جدید تعلیمی وسائل تک رسائی فراہم کریں۔ یہ اقدام مسلم نوجوانوں میں علمی تشنگی کو سیراب کرنے اور انہیں معاشرتی طور پر باصلاحیت بنانے میں معاون ثابت ہوگا۔

معاشرتی ہم آہنگی

مسجد کو دوبارہ معاشرتی سرگرمیوں کا مرکز بنانے کے لیے عملی اقدامات ناگزیر ہیں۔ یہ مرکز باہمی مشاورت، فلاحی منصوبوں اور تنازعات کے حل کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ عہدِ نبوی ﷺ میں مسجد کو ایک پارلیمنٹ کی حیثیت حاصل تھی جہاں اہم فیصلے کیے جاتے تھے اور قبائلی تنازعات کا فیصلہ کیا جاتا تھا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ¹⁸¹⁷

نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ایک بہترین نمونہ موجود ہے۔ مساجد میں کمیونٹی سنٹر کا قیام عمل میں لایا جاسکتا ہے جہاں صحت، تعلیم اور روزگار کے مواقع سے متعلق معلومات فراہم کی جائیں۔ علاوہ ازیں، ائمہ اور مسجد کمیٹیوں کو معاشرتی مسائل، جیسے غربت، جہالت اور ناانصافی، کے تدارک کے لیے فعال کردار ادا کرنا چاہیے۔ مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے اپنے خطبات میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ مسجد کا کردار صرف عباداتی نہیں بلکہ اسے معاشرتی اصلاح اور اخوت کے فروغ کے لیے بھی استعمال کیا جانا چاہیے۔¹⁹ یہ مساعی افراد اور خاندانوں کے درمیان تعلقات کو مضبوط بنائیں گی اور انہیں ایک دوسرے کے قریب لائیں گی۔

انتظامی استحکام:

مسجد کے اصلاحی کردار کو بحال کرنے کے لیے اس کے انتظامی ڈھانچے کو جدید خطوط پر استوار کرنا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے پیشہ ورانہ انتظام کاری کے اصولوں کو بروئے کار لایا جانا چاہیے۔ مسجد کے لیے ایک مرکزی بورڈ تشکیل دیا جاسکتا ہے جو فنڈز کی شفاف دستیابی اور ان کے موثر استعمال کو یقینی بنائے۔ اس کے ساتھ ساتھ، ائمہ اور خطباء کے لیے باقاعدہ تربیتی پروگرامز کا انعقاد ضروری ہے، جن میں انہیں قیادت، کمیونیکیشن اور جدید تدریسی مہارتوں سے آراستہ کیا جائے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے دور میں علماء اور فقہاء کی تربیت پر خصوصی توجہ دی تاکہ وہ امت کی بہترین رہنمائی کر سکیں۔²⁰

یہ تربیتی پروگرام نہ صرف ان کی علمی استعداد میں اضافہ کریں گے بلکہ انہیں معاشرتی تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل بھی بنائیں گے۔ مساجد کو صرف عبادت گاہ سمجھنے کے بجائے اسے ایک فعال اور منظم ادارہ بنانا ہوگا جو معاشرے کے ہر پہلو پر مثبت اثرات مرتب کر سکے۔

نتائج بحث:

تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کہ مسجد کا کردار عہدِ نبوی ﷺ میں ایک کثیرالاجہتی ادارے کا تھا، جو محض عبادات کی جگہ نہیں بلکہ معاشرتی، تعلیمی، فکری اور انتظامی مرکز کی حیثیت رکھتا تھا۔ جبکہ عصرِ حاضر میں یہ کردار کافی حد تک محدود ہو چکا ہے۔ اس تجزیے سے اخذ ہونے والے اہم نتائج درج ذیل ہیں:

- مسجد نبوی ﷺ کا ہمہ گیر کردار، جس میں عبادات کے ساتھ ساتھ فکری، تعلیمی، معاشرتی اور انتظامی امور شامل تھے، عصر حاضر کی مساجد میں نمایاں طور پر مفقود ہے۔
- مساجد کا موجودہ محدود دائرہ عمل، جو محض عبادات اور بنیادی دینی تعلیم تک سمٹ کر رہ گیا ہے، ان کے حقیقی اصلاحی اور فلاحی مقاصد سے انحراف ظاہر کرتا ہے۔
- اجتہادی فکر اور جدید سائنسی و معاشرتی مسائل پر مباحث کا فقدان مساجد کے فکری جمود کا بنیادی سبب ہے، جو امت کو درپیش درپیش مسائل سے نمٹنے میں رکاوٹ ہے۔
- جامع تعلیمی نظام کی عدم موجودگی، جس میں دینی و دنیاوی علوم کا حسین امتزاج ہو، نوجوان نسل کو مساجد سے دور کر رہی ہے اور ان کی علمی پیاس بجھانے میں ناکام ہے۔
- معاشرتی ہم آہنگی، مشاورت اور تنازعات کے حل میں مسجد کے کردار کی کمزوری افراد اور برادریوں کے مابین تعلقات پر منفی اثرات مرتب کر رہی ہے۔
- مساجد کے انتظامی ڈھانچے میں پیشہ ورانہ مہارت اور شفافیت کی کمی ان کی مؤثر سماجی خدمات اور فلاحی منصوبوں کی فراہمی میں رکاوٹ بن رہی ہے۔
- عہد نبوی ﷺ کے جامع ماڈل کی پیروی اور فکری، تعلیمی، معاشرتی اور انتظامی سطح پر منظم اصلاحات سے مساجد کے گمشدہ کردار کی بحالی اور معاشرے کی ہمہ جہت ترقی ممکن ہے۔

سفارشات

- تحقیق کے نتائج کی روشنی میں، مساجد کے گمشدہ ہمہ گیر کردار کی بحالی اور معاشرتی ترقی کے لیے درج ذیل عملی سفارشات پیش کی جاتی ہیں:
- جامع تعلیمی مراکز: مساجد کو محض روایتی دینی درسگاہوں کے بجائے جدید تعلیمی ضروریات کے مطابق جامع علمی مراکز میں تبدیل کیا جائے۔ یہاں دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری سائنسی اور اخلاقی تربیت بھی فراہم کی جائے، تاکہ نوجوانوں کی فکری بالیدگی اور معاشرتی کردار کو سنوارا جاسکے۔
- اجتہادی مکالمات: عصر حاضر کے پیچیدہ فکری، سماجی اور اقتصادی مسائل پر قرآن و سنت کی روشنی میں اجتہادی مکالمات اور علمی مباحث کا اہتمام کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ مساجد کو فکری رہنمائی کا مرکز بنادے گا تاکہ امت کو درپیش مسائل کا مؤثر حل پیش کیا جاسکے۔
- معاشرتی فلاحی ادارے: مساجد کو سماجی فلاح و بہبود کے فعال مراکز کے طور پر بحال کیا جائے، جہاں مستحقین کی مدد، تنازعات کا حل، مشاورت اور کمیونٹی کے باہمی تعلقات کو مضبوط بنانے کے منصوبے چلائے جائیں۔ یہ مسجد کو "مرکزِ ملت" کے اسلامی تصور کے مطابق

ڈھالنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

- شفاف انتظامی ڈھانچہ: مساجد کے انتظامی امور میں جدید انتظامی اصولوں کے مطابق شفافیت، پیشہ ورانہ مہارت اور احتساب کو یقینی بنایا جائے۔ امام، خطیب اور دیگر منتظمین کے لیے تربیت کا اہتمام کیا جائے تاکہ وہ اپنے فرائض زیادہ مؤثر انداز میں انجام دے سکیں۔
- نوجوانوں سے وابستگی: نوجوان نسل کو مساجد سے قریب لانے کے لیے ان کی فکری، جذباتی اور عملی ضروریات کے مطابق خصوصی پروگرامز، سرگرمیاں اور رہنمائی کے سیشنز منعقد کیے جائیں۔ اس سے وہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک مثبت اور فعال کردار ادا کر سکیں گے۔

حوالہ جات

- 1۔ التوبہ ۹: ۱۷
- 2۔ صحیح البخاری، کتاب الصلاة، حدیث: 428
- 3۔ التوبہ ۹: ۱۸
- 4۔ التوبہ ۹: ۱۸
- 5۔ صحیح البخاری، کتاب الصلاة، حدیث: 428
- 6۔ التوبہ ۹: ۳۱
- 7۔ التوبہ ۹: ۳۱
- 8۔ امام غزالی، احیاء علوم الدین، دار المعرفہ، بیروت، 1983ء، ج 1، ص 160
- 9۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل الأنصار، حدیث: 3778
- 10۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت، 1968ء، ج 1، ص 252
- 11۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، مکتبۃ مصطفیٰ البابی الحلبي، مصر، 1955ء، ج 2، ص 225
- 12۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت، 1968ء، ج 1، ص 252
- 13۔ مفتی محمد تقی عثمانی، اصلاحی خطبات، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 2005ء، ج 3، ص 210
- 14۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل الأنصار، حدیث: 3778
- 15۔ جاوید احمد غامدی، میزان، المورد، لاہور، 2001ء، ص 600
- 16۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، مکتبۃ مصطفیٰ البابی الحلبي، مصر، 1955ء، ج 2، ص 225
- 17۔ الاحزاب ۳۳: ۲۱
- 18۔ الاحزاب ۳۳: ۲۱
- 19۔ مفتی محمد تقی عثمانی، اصلاحی خطبات، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 2005ء، ج 3، ص 210

²⁰ سید ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1980ء، ص 95

References

1. Al-Tawbah 9:17
2. Sahih Al-Bukhari, The Book of Prayer, Hadith: 428
3. Al-Tawbah 9:18
4. Al-Tawbah 9:18
5. Sahih Al-Bukhari, The Book of Prayer, Hadith: 428
6. 6 Al-Tawbah: 31
7. Al-Tawbah 9:31
8. Imam Ghazali, Ihya' Ulum al-Din, Dar al-Ma'rifa, Beirut, 1983, vol. 1, p. 160.
9. Sahih Al-Bukhari, Book of the Virtues of the Ansar, Hadith: 3778
10. Ibn Saad, The Great Classes, Dar Sader, Beirut, 1968, vol. 1, p. 252
11. Ibn Hisham, The Prophet's Biography, Mustafa al-Babī al-Halabi Library, Egypt, 1955, vol. 2, p. 225.
12. Ibn Saad, The Great Classes, Dar Sader, Beirut, 1968, vol. 1, p. 252
13. Mufti Muhammad Taqi Usmani, Islahi Khutabat, Ma'rif al-Qur'an Library, Karachi, 2005, vol. 3, p. 210.
14. Sahih Al-Bukhari, Book of the Virtues of the Ansar, Hadith: 3778
15. Javed Ahmad Ghamidi, Mizan, Al-Mawrid, Lahore, 2001, p. 600
16. Ibn Hisham, The Prophet's Biography, Mustafa al-Babī al-Halabi Library, Egypt, 1955, vol. 2, p. 225.
17. Al-Ahzab 33: 21
18. Al-Ahzab 33: 21
19. Mufti Muhammad Taqi Usmani, Islahi Khutabat, Ma'rifat al-Qur'an Library, Karachi, 2005, vol. 3, p. 210
20. Syed Abul-Ali Maudoodi, Islamic teachings on principles and principles, Department of Translation of the Qur'an, Lahore, 1980, p. 95.